بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵۳

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ ۚ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر ۳

الفضل قادیان

یوم چہار شنبہ

ایڈیٹر: غلام نبی — قیمت ایک آنہ

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۳۔ماہ صلح ۱۳۲۱ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی تک کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سینہ میں درد کی شکایت ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

مولوی عبد الرحیم صاحب ابن حضرت مولوی شیر علی صاحب کی برات جو لاہور گئی تھی۔ گزشتہ شب نو بجے کی ٹرین سے واپس آگئی۔

یکم جنوری ۱۹۴۲ء سے مولوی ابو العطاء صاحب کا تبادلہ دو سال کے لئے جامعہ احمدیہ میں اور قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری لیکچرار جامعہ احمدیہ کا تبادلہ نظارت دعوت و تبلیغ میں کیا گیا ہے۔

جلد ۳۰ | ۱۴۔ماہ صلح ۱۳۲۱ہش | ۲۶۔ماہ ذوالحجہ ۱۳۶۰ھ | ۱۴۔ماہ جنوری ۱۹۴۲ء | نمبر ۱۲

خطبہ جمعہ

اپنی نیتوں کو درست کرو۔ اور اپنی کمریں کس لو

جلد سے جلد چندہ تحریک جدید کے وعدوں کی فہرستیں مکمل کر کے بھیجدیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۹۔ماہ صلح ۱۳۲۱ہش مطابق ۹۔ماہ جنوری ۱۹۴۲ء

مرتبہ:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے نومبر کے آخر میں

تحریک جدید سال ہشتم کے آغاز کا اعلان

کرتے ہوئے دوستوں کو اس میں شمولیت کی تحریک کی تھی۔ اور ہندوستان کے لئے اس کے وعدوں کی آخری تاریخ ۳۱۔جنوری مقرر کی تھی یعنی وعدوں کے جن آخری خطوط پر ڈاکخانہ کی

۳۱ جنوری کی مُہر

ہوگی۔ یا یکم فروری کی مُہر لگی ہوئی ہوگی۔ اُنا کو تو درج کر لیا جائے گا۔ مگر اس کے بعد آنے والے وعدوں کو قبول نہیں کیا جائے گا سوائے ہندوستان کے ان علاقوں کے وعدوں کے جہاں اُردو زبان نہیں بولی جاتی۔ جیسے بنگال یا مدراس وغیرہ۔ اور سوائے ان ہندوستانی افراد اور ہندوستانی جماعتوں کے وعدوں کے جو ہندوستان سے باہر ہیں۔ ان کے وعدے

۳۰۔اپریل تک

قبول کئے جا سکتے ہیں۔ اور ۳۰۔جون میں نے اُن وعدوں کی تاریخ مقرر کی تھی۔ جو اُن غیر ممالک سے آتے ہیں۔ جہاں کی جماعتیں اُن ممالک کے باشندوں سے ہی بنی ہوئی ہیں۔ یا ان کی اکثریت ان ممالک کے باشندوں پر مشتمل ہے۔ ہندوستانیوں کی ان میں کثرت نہیں۔ جیسے انگلینڈ ہے سماٹرا ہے جاوا ہے ویسٹ افریقہ ہے۔ یا امریکہ وغیرہ ہیں۔ ان ممالک کے احمدیوں کے لئے وعدے بھجوانے کی

آخری تاریخ ۳۰۔جون

ہے۔

۳۰۔دسمبر سے چونکہ دوست اور احباب قادیان آنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔ اور کئی لوگ تو اس سے پہلے ہی قادیان آجاتے ہیں۔ اور چونکہ قریباً تمام جماعتوں کے کارکن جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے لازمی طور پر دسمبر کا آخری ہفتہ اور جنوری کا پہلا ہفتہ اس کام کے لحاظ سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ کیونکہ واپس جانے والے دوست متفرق اوقات میں واپس جاتے ہیں۔ اور پھر کچھ دن آرام میں گزر جاتے ہیں۔ اس طرح سات آٹھ جنوری تک وہ صحیح رنگ میں کوئی کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ بہرحال اب چونکہ وہ آرام کا وقت گزر گیا ہے۔ اور

صرف تین ہفتے

ہندوستان کے دوستوں کے وعدوں کی میعاد میں باقی رہ گئے ہیں۔ جن میں کارکنوں نے اپنی اپنی جماعت کے ہر فرد تک پہنچنا ہے۔ ان سے وعدے لکھوانے ہیں۔ جو لوگ فوری طور پر چندہ ادا کر سکتے ہوں۔ اُن سے چندے وصول کرنے ہیں۔ اور اس امر کو بھی مدنظر رکھنا ہے۔ کہ دوستوں نے گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں نمایاں اضافے کے ساتھ وعدے کئے ہیں یا نہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ آج پھر احباب جماعت کو اس چندہ میں شمولیت اور اس تحریک کی اہمیت کی طرف توجہ دلا دوں۔

تحریک جدید کے چندہ کی اہمیت

کے متعلق میں نے جلسہ سالانہ پر بھی جماعت کے دوستوں کو توجہ دلائی تھی۔ اور اس سے پہلے جب میں نے اس سال کی تحریک کا اعلان کیا تھا۔ تو اُس وقت بھی دوستوں کو اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اب مجھے اس چندہ کی اہمیت کے متعلق کچھ مزید کہنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم میں اس قدر کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے متواتر خطبات سے جماعت کے دوست اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ یہ تحریک کس نیت سے کی گئی ہے۔ اور ہمارا ارادہ اس سے کتنا عظیم الشان کام لینے کا ہے۔ نتائج اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ اور وہی بہتر جانتا ہے۔ کہ اس تحریک کے کیا نتائج رونما ہوں گے۔ لیکن بہرحال ہم نے اس تحریک سے

اشاعت دین کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد

رکھنے کی نیت کی ہے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ مومن صرف نیت تک ہی اپنے کام کی حفاظت کر سکتا ہے۔ نیت کے بعد جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت سے ہوتا ہے۔ گو اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ نیت صالح بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی صرف نیت اور ارادہ ہی ایک ایسی چیز ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزاد بنایا ہے۔ ورنہ اعمال حالات کے لحاظ سے بالکل بدلتے چلے جاتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

الاعمال بالنّیات

یعنی اعمال نیتوں کے تابع سمجھے جاتے ہیں۔ نیت عمل کے تابع نہیں سمجھی جاتی۔ اس حدیث میں جہاں مومنوں کے لئے ایک عظیم الشان بشارت ہے۔ وہاں منافقوں کے لئے ایک عظیم الشان تہدید بھی ہے۔ مومنوں کے لئے اس میں بشارت اس طرح ہے۔ کہ بعض اوقات مومن خدا تعالیٰ کی راہ میں پوری طرح اپنے دل کے حوصلے نہیں نکال سکتا۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ میں دنیا کی راہ میں قربان ہو جاؤں۔ مگر قربانی کا کوئی موقع ہی نہیں آتا۔ اور اس کی خواہش دل میں ہی رہتی ہے۔

کیونکہ محض قربانی کی خواہش کرنے سے کوئی شخص قربان نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ کوئی دشمن ہو۔ اور وہ بھی محض دینی مخالفت کی بناء پر اس کو قتل کرے اور یہ چیز ایسی ہے جو کسی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ اور اگر کوئی شخص بجائے اس رنگ میں اپنی قربانی پیش کرنے کے کسی دوسرے شخص کے پاس جائے۔ اور کہے کہ میری گردن پر کلہاڑی مار دو۔ تاکہ میں

خدا تعالےٰ کے رستہ میں قربان

ہوجاؤں۔ تو یہ قربانی نہیں کہلائے گی۔ بلکہ خودکشی کہلائے گی۔ ایسا شخص اگر نادان ہے تو اپنی نادانی کے مطابق خدا تعالےٰ سے سزا پائیگا اور اگر عالم ہے۔ اور اس نے دین کا علم رکھتے ہوئے اس فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ تو وہ اپنے علم کے مطابق خدا تعالےٰ سے سزا پائے گا بہرحال اس رنگ میں مرنے والا خودکشی کرنے والا ہی سمجھا جائے گا۔ یہ نہیں کہا جائے گا۔ کہ اسے دین کے ساتھ بڑا عشق تھا۔ اور اس نے خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان دے دی۔ ہاں اگر کوئی شخص دین سے بغض رکھتے ہوئے اسے اسلام سے پھرانا چاہتا ہے۔ اور جب وہ اسلام چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ تو اپنے اندرونی خبث کے نتیجہ میں اس پر حملہ کر دیتا ہے۔ اور مومن جان سے مارا جاتا ہے۔ تب اس کے متعلق کہا جائے گا۔ کہ وہ شہید ہوا ہے۔ اس کے بغیر نہیں۔ تو

شہادت کسی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں

بلکہ دوسرے کے اختیار میں ہوتی ہے۔ اور دوسرا بھی کوئی دوست نہیں ہوتا جس کے اختیار میں یہ بات ہو بلکہ دشمن کے اختیار میں یہ بات ہوتی ہے۔ جو کام دوستوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔ اس کے متعلق تو انسان خیال کر سکتا ہے۔ کہ میں وہ کام کرانے کے لئے اپنے دوستوں سے درخواست کروں گا۔ ان سے التجا کروں گا۔ اور اصرار کروں گا۔ کہ وہ میری خواہش پوری کر دیں مگر یہ چیز اس کے دوستوں کے اختیار میں بھی نہیں ہوتی۔ مثلاً

مہمان نوازی

بڑے ثواب کا کام ہے۔ مگر یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اسی طرح کسی دوست کی دعوت کرنا یہ بھی انسان کے اختیار میں ہوتا ہے۔ وہ اپنے دوست کے پاس جا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میری خواہش ہے۔ آپ آج کا کھانا ہمارے ہاں کھائیں۔ اور وہ اس بات کو مان لیتا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ جس کو ہم کھانے کے لئے بلانا چاہتے ہیں وہ بزرگ ہوتا ہے اس صورت میں ہم اس بزرگ کے پاس جا کر اس سے التجا کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ہاں کھانا کھایا جائے۔ اور اصرار کے ساتھ اس کی عنایت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ تب اگر اس بزرگ کے پاس وقت ہوتا ہے۔ اور وہ دعوت میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں دیکھتا تو ہماری بات مان لیتا ہے۔ اسی طرح ہم اپنے خوردوں کے پاس جا کر

پیار اور محبت سے

چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے گھر آئے۔ اور کھانا کھائے۔ اور وہ ہماری بات مان لیتا ہے پس یہ چیز ایسی ہے جو ہمارے دوستوں کے قبضہ میں ہے۔ مگر شہادت دوست کے قبضہ میں نہیں بلکہ دشمن کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ اور اس میں درخواست۔ التجا یا اصرار کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا۔ یہ بات اس کی اپنی مرضی پر منحصر ہوتی ہے کہ چاہے تو وہ مارے۔ اور چاہے تو نہ مارے پھر یہ شہادت ان افعال میں سے ہے جن کو خدا نے گو بہت بڑے ثواب کا موجب قرار دیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس قسم کے افعال کو اس نے رد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے یہ تو بے شک کہا ہے کہ

شہادت ایک بہت بلند مقام ہے

اور جو شخص شہید ہوتا ہے۔ وہ بہت بڑے ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ مگر اس نے یہ نہیں کہا۔ کہ دشمن اگر تم پر حملہ کرے۔ تو تم اس کا مقابلہ نہ کرو۔ بلکہ اس نے یہی حکم دیا ہے کہ جب دشمن تم پر حملہ کرے۔ تو تم اس کا خوب مقابلہ کرو۔

پس ایک طرف تو اللہ تعالےٰ نے شہادت کو نعمت قرار دیا ہے۔ مگر دوسری طرف اسلام کی حفاظت کے خیال سے اس نعمت کی طرف دوڑ کر جانے سے منع کیا ہے۔ اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ اپنی جان کی حفاظت کیا کریں تاکہ

اسلام کی حفاظت

ہوتی رہے۔ پس اول تو شہادت کی نعمت دشمن کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ پھر جب کے سامنے شہادت کا موقعہ آتا ہے۔ اسے بھی یہ اختیار نہیں ہوتا۔ کہ وہ اسے فوراً قبول کرے۔ بلکہ اسے یہی حکم ہوتا ہے۔ کہ دشمن کے حملہ کو اپنی پوری طاقت کے ساتھ روکو۔ اور اگر پھر بھی دشمن کامیاب ہو جائے۔ تو شہادت کا انعام پاؤ۔ تو شہادت ان نعمتوں میں سے ہے جو انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ مگر کسی کو دعوت پر مدعو کرنا یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔

پس بعض نعمتیں دنیا میں ایسی ہوتی ہیں جن کو انسان اپنے اختیار سے حاصل کرتا ہے۔ اور بعض نعمتیں دنیا میں ایسی ہوتی ہیں۔ جو انسان کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں۔ جو نعمتیں انسان کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں۔ ان کا مل جانا انسان کے نصیبے کی بات ہوتی ہے۔ ورنہ کئی لوگ باوجود خواہش اور کوشش کے ایسی

نعمتوں سے محروم

رہتے ہیں :

صحابہ رضؓ کو ہم دیکھتے ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ خدا تعالےٰ کے رستہ میں شہید ہو جائیں اور انہوں نے مرتبہ شہادت حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کیں۔ مگر باوجود شدید خواہش رکھنے کے بعض شہید ہوئے۔ اور بعض نہ ہوئے۔ چنانچہ بعض کو تو فوراً ہی شہادت کا مقام حاصل ہو گیا۔ اور بعض ساری عمر لڑائیوں میں شامل ہونے کے باوجود شہید نہ ہوئے۔

امیر حمزہ رضؓ

جب جنگ کے لئے نکلے۔ تو انہوں نے ابھی کوئی کام بھی نہیں کیا تھا۔ کہ شہید ہو گئے حالانکہ وہ اسلام کے بہترین جرنیلوں میں سے تھے۔ اور ابتدائے زمانہ اسلام میں صرف ۲ شخص مسلمانوں میں بہادر سمجھے جاتے تھے۔ ایک حضرت عمر رضؓ اور دوسرے امیر حمزہ رضؓ جب یہ دونوں اسلام میں داخل ہوئے۔ تو انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ کہ ہم گھروں میں چھپ کر اللہ تعالےٰ کی عبادت کیا کریں۔ جب کعبہ پر ہمارا بھی حق ہے تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم اپنے اس حق کو حاصل نہ کریں۔ اور کھلے بندوں

اللہ تعالےٰ کی عبادت

نہ کریں۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کفار کو فساد کے جرم سے بچانے کے لئے گھر میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں عبادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اس وقت آپ کے ایک طرف حضرت عمر رضؓ تلوار کھینچ کر چلے جا رہے تھے۔ اور دوسری طرف امیر حمزہ رضؓ اور اس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ میں علی الاعلان نماز ادا کی۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ

اسلام کے بہترین جرنیلوں میں سے

تھے۔ مکہ کے رئیس تھے۔ اور دشمنان اسلام ان سے ڈرتے تھے۔ جب وہ پہلی مرتبہ لڑائی میں شامل ہوئے۔ تو بغیر اس کے کہ وہ اپنی بہادری کے کوئی جوہر دکھلاتے بیس تیس منٹ کے اندر اندر مارے گئے۔ وہ ایک دشمن کو زیر کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے۔ کہ پیچھے سے ایک شخص نے خنجر مار دیا۔ اور وہ بہادر جو اسلام کے ابتدائی ایام کے زبردست جرنیلوں میں سے تھا۔ اور جسے

لڑائی میں شامل

ہوئے ابھی بمشکل نصف گھنٹہ گزرا تھا۔ شہید ہو گیا۔ اس کے مقابلہ میں کئی لوگ بعد میں آئے۔ اور وہ بدر۔ احد۔ خیبر وغیرہ جنگوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل رہے۔ اور آپ کی وفات کے بعد بھی بیسیوں جنگوں میں شامل ہوئے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی حکمت کے ماتحت انہیں شہید ہونے کا موقعہ نہ ملا۔

حضرت خالد بن ولید

جنہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیف من سیوف اللہ قرار دیا تھا یعنی اللہ تعالےٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ان کے دل میں اسلام کو پھیلانے کا جو جوش تھا وہ تاریخ سے واقفیت رکھنے والے لوگ خوب جانتے ہیں۔ وہ سالہا سال اسلامی فوج کے کمانڈر رہے۔ اور

اسلامی فوج کا کمانڈر

گھر میں نہیں بیٹھ رہتا تھا۔ بلکہ وہ لڑائی میں فوج کے ساتھ شامل ہوا کرتا تھا۔ حضرت خالد بن ولید بھی لڑائی میں شامل ہوتے۔ اور ہر موقعہ پر جہاں جنگ کا زور ہوتا۔ اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیتے تھے۔ گو جرنیل ہونے کے لحاظ سے ان کے لئے یہ بات نامناسب تھی

اور بڑے بڑے صحابہؓ اُن کو کہا بھی کرتے تھے۔ کہ یہ طریق آپ کے منصب کے خلاف ہے آپ کا کام فوج کو صحیح طور پر لڑانا ہے۔ نہ کہ اپنے آپ کو ہر خطرہ کے مقام میں ڈال دینا۔ مگر جوشِ شہادت میں وہ اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور ہمیشہ خطرناک مواقع پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں کود پڑتے تھے۔ مگر مشیت ایزدی کے ماتحت وہ شہید نہ ہوئے۔ بلکہ ایک لمبی بیماری کے بعد انہوں نے گھر میں وفات پائی۔ حالانکہ بیسیوں لوگ جنہوں نے ان کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ اور جنہیں اُن خطرات میں شامل ہونے کا موقعہ نہیں ملا تھا جن خطرات میں شامل ہونے کا حضرت خالدؓ بن ولید کو موقعہ ملا۔ وہ آپ سے پہلے شہادت پا گئے۔ تاریخوں میں آتا ہے۔ کہ جب حضرت خالدؓ وفات پانے لگے۔ تو

ایک دوست

اُن کے ملنے کے لئے آیا۔ اور اُس نے دیکھا کہ حضرت خالدؓ حسرت کے ساتھ کراہ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا۔ خالدؓ کیوں کراہتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کی جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے حضرت خالدؓ نے یہ سُنا۔ تو بے اختیار رو پڑے۔ اور کہنے لگے۔ میں نے اپنی ساری عمر اس انتظار اور اس امید میں گزار دی۔ کہ شائد خدا تعالےٰ کی راہ میں شہید ہونے کا مجھے بھی موقع میسر آ جائے۔ مگر افسوس میں شہید نہ ہوا۔ اور آج میں

اپنے بستر پر جان دے رہا ہوں

حالانکہ خدا جانتا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے اس پیالہ کے پینے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اور میں نے پورا زور لگایا۔ کہ کسی طرح شہادت کا مرتبہ مجھے نصیب ہو جائے۔ مگر افسوس میں اس سے محروم رہا۔ پھر اُسے کہنے لگے۔ میرے سینہ پر سے کرتہ تو اٹھاؤ۔ اُس نے اٹھایا تو کہنے لگے۔ میرے سینہ کو دیکھو۔ اور بتاؤ۔ کہ کیا کوئی ایسی جگہ ہے۔ جہاں تلوار کے زخموں کے نشانات نہ ہوں۔ اُس نے کہا۔ کوئی جگہ نہیں۔ سب جگہ تلوار کے زخموں کے نشانات پائے جاتے ہیں۔

پھر کہنے لگے۔ اچھا اب میری پیٹھ پر سے کرتہ اٹھاؤ۔ اور دیکھو۔ کہ کیا میری پیٹھ پر بھی کوئی ایسی جگہ ہے۔ جہاں تلوار کے زخموں کے نشانات نہ ہوں۔ اُس نے پیٹھ پر سے کرتہ اٹھایا۔ اور دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ پیٹھ پر بھی ہر جگہ تلوار کے زخموں کے نشانات پائے جاتے ہیں۔

پھر انہوں نے کہا۔ اب میرے پائنچے اٹھا کر دیکھو۔ کہ کیا میری لاتوں پر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تلوار کے زخموں کے نشانات نہ ہوں۔ اُس نے دیکھا۔ اور کہا۔ کہ کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں

تلوار کے زخموں کے نشانات

نہ ہوں ؛

یہ نشانات دکھانے کے بعد حضرت خالدؓ کہنے لگے۔ تم دیکھ سکتے ہو۔ کہ میں نے کس طرح اپنے آپ کو بے پرواہ ہو کر جنگ میں ڈالا۔ کہ آج میرے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر تلوار کے زخموں کے نشانات نہ ہوں۔ مگر وہ لوگ جو میرے پیچھے آئے تھے۔ وہ تو جامِ شہادت پی کر اپنے رب کے پاس چلے گئے۔ اور میں بستر پر تڑپ تڑپ کر جان دے رہا ہوں ؛

تو دیکھو۔ ایک قربانیاں وہ ہوتی ہیں۔ جو انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتیں۔ بلکہ

دشمن کے قبضہ میں

ہوتی ہیں۔ مگر ایک قربانیاں وہ ہوتی ہیں جو انسان کے اپنے اختیار میں ہوتی ہیں۔ جو قربانیاں انسان کے اپنے اختیار میں ہوتی ہیں۔ درحقیقت انہی کے ذریعہ یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ انسان وہ قربانیاں بھی کر سکتا ہے یا نہیں۔ جو اس کے اختیار سے باہر ہیں۔ ورنہ انسان اپنے دل میں خواہشیں تو کیا ہی کرتا ہے۔ تو انما الاعمال بالنیات۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا انسانی عمل نیتوں کے مطابق ہوتا ہے۔ دیکھو خالدؓ کی نیت یہ تھی۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں۔ مگر عمل نیت کے مطابق نہ ہو سکا۔ یعنی وہ شہید نہ ہو سکے۔ مگر کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور جس وقت ارواح پیش ہوں گی۔ اس وقت وہ لوگ جو خالدؓ سے سالہا سال پیچھے آئے۔ اور جنہوں نے خالدؓ سے سینکڑوں گنا کم قربانیاں کی تھیں وہ تو شہیدوں کی صف میں اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ اور حضرت خالدؓ پچھلی صف میں محض صلحاء کے زمرہ میں پیش ہوں گے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ اگر اُن شہداء کی ارواح صرف ایک ایک شہید کی صورت میں اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش ہوں گی۔ تو

حضرت خالدؓ کی رُوح ہزاروں شہیدوں کی صورت میں

خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کی جائے گی۔ کیونکہ انما الاعمال بالنیات۔ اعمال نیت کے تابع ہوتے ہیں۔ نہ کہ نیت اعمال کے تابع ہوتی ہے۔ اگر ان لوگوں نے صرف ایک ایک دفعہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں شہید ہونے کا ارادہ کیا۔ اور وہ شہید ہو گئے۔ تو خالدؓ نے سینکڑوں دفعہ خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے کا ارادہ کیا تھا۔ گو حکمتِ الٰہی نے انہیں ظاہر میں شہید نہ ہونے دیا۔

اگر عمل پر خدا تعالےٰ جزا دیتا

تو وہ ہزاروں لوگ جن کے دلوں میں بہت زیادہ قربانی کا جذبہ ہوتا ہے۔ مگر حالات کی وجہ سے وہ اپنے دل کے حوصلے نہیں نکال سکتے۔ اور قربانیاں اپنے دل کے ارادہ کے مطابق نہیں کر سکتے۔ وہ تو محروم رہ جاتے۔ اور جنہیں کو کسی قربانی میں شریک ہونے کا موقعہ مل جاتا۔ گو ان کا دل بہت زیادہ قربانی پر آمادہ نہ ہوتا۔ وہ زیادہ ثواب لے جاتے مگر اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کرے گا۔ پھر اگر انسانی اعمال پر ہی اللہ تعالےٰ کی جزاء کا انحصار ہوتا۔ تو جتنے امراء ہیں۔ وہ دُنیا میں بھی آرام سے رہتے۔ اور اگلے جہان بھی زیادہ انعامات لے جاتے۔ مگر ایسا نہیں ہوگا۔ ایک کروڑ پتی آدمی اگر چاہے۔ تو آسانی سے دس لاکھ روپیہ چندہ دے سکتا ہے۔ مگر ایک غریب آدمی جس کے پاس صرف ایک مٹھی بھر آٹا ہے۔ وہ اس سے ایک دانہ زیادہ بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں نہیں دے سکتا۔ اب اگر خدا تعالےٰ کے حضور محض یہی بات دیکھی جاتی۔ کہ ایک شخص نے دس لاکھ روپے دیئے ہیں۔ اور دوسرے نے صرف مٹھی بھر آٹا۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ انسانی عمل کو دیکھتا ہے۔ اس کی نیت کو نہیں دیکھتا اور اس صورت میں صرف وُہی لوگ انعامات حاصل کر سکتے۔ جو امراء ہوتے۔ یا جنہیں کسی قربانی میں شامل ہونے کا موقعہ ملا ہوتا۔ مگر اللہ تعالےٰ ان باتوں کو نہیں دیکھتا۔ اور نہ اس کی نظر ظاہر پر ہوتی ہے۔ بلکہ وہ انسان کی نیت اور اس کے ارادہ کو دیکھتا۔ اور اسی کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہے۔ ایک اب شخص جس کے پاس ایک کروڑ روپیہ موجود ہے۔ وہ اگر دس لاکھ روپیہ چندہ دے دیتا ہے۔ تو گو یہ بھی ایک نیکی ہے مگر اس کے مقابلہ میں وہ شخص جس کے پاس صرف مٹھی بھر جو تھے۔ اور اُس نے وہ تمام کے تمام جو خدا تعالےٰ کی راہ میں دے دیئے۔ اور اپنے لئے یا اپنی بیوی اور بچوں کے لئے اس نے کچھ نہیں رکھا۔ وہ یقیناً اُن دس لاکھ روپے دینے والے سے خدا تعالےٰ کے حضور زیادہ عزت کا مستحق ہے۔ کیونکہ دس لاکھ دینے والے کی نیت یہ تھی۔ کہ میں اپنی جائداد کا دسواں حصہ خدا تعالےٰ کی راہ میں دے دوں۔ اور مٹھی بھر جو دینے والے کی نیت یہ تھی۔ کہ میرے پاس جو کچھ ہے۔ وہ میں خدا تعالےٰ کے رستہ میں قربان کر دوں۔ بے شک اس کے پاس صرف مٹھی بھر جو تھے جو اُس نے دے دیئے۔ لیکن اس نیت کے مطابق اگر اس کے پاس ایک کروڑ روپیہ ہوتا۔ تو وہ اُس ایک کروڑ روپیہ میں سے دس لاکھ نہ دیتا۔ بیس لاکھ نہ دیتا۔ تیس لاکھ نہ دیتا۔ بلکہ جس طرح اس نے سالم مٹھی جو کی خدا تعالےٰ کی راہ میں پیش کر دی تھی۔ اسی طرح وہ سب کا سب روپیہ خدا تعالےٰ کی راہ میں دے دیتا۔ اور اپنے پاس ایک پیسہ بھی نہ رکھتا۔

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ الاعمال بالنیات۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ تمہارے اعمال ظاہری صورت میں خدا تعالےٰ کے پاس جاتے ہیں۔ وہ

ظاہری صُورت

میں نہیں جاتے۔ بلکہ جس قسم کی نیت کے تابع ہوتے ہیں اسی قسم کی نیت کے ساتھ خدا تعالےٰ تک پہنچتے ہیں ایک ایسا شخص جو اچھی طرح بول بھی نہیں سکتا۔ وہ اگر ٹوٹی پھوٹی زبان میں کسی کو تبلیغ کرتا ہے۔ تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کے حضور اس کا مقام ادنےٰ ہوگا۔ اور وہ شخص جو بڑا لسان ہو۔ بڑا مشہور لیکچرار ہو۔ اور اپنی تقریر سے لوگوں کو گرویدہ بنا لیتا ہو۔ اس کا مقام زیادہ بلند ہوگا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے حضور دونوں کی نیت دیکھی جائے گی۔ بسا اوقات ایسا ہوگا۔ کہ جو شخص نہایت عمدہ تقریر کرنے والا ہے اس کی نیت خدا تعالےٰ کی رضا کا حصول نہیں ہوگی بلکہ وہ اس لئے تقریریں کرتا ہوگا۔ تاکہ لوگ واہ وا کریں۔ اور اس کی تعریف کریں۔ پھر یہ بھی ممکن ہے

کہ اس کی نیت تو خدا تعالےٰ کی رضا کا حصول اور اس کی مخلوق کو فائدہ پہونچانا ہی ہو۔ مگر اس کے دل میں وہ سوز اور گداز نہ ہو۔ جس کے بغیر قلوب کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ پھر بعض دفعہ ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ کہ ایک شخص نہایت عمدہ تقریر کرنے والا ہو۔ اس کے دل میں سوز اور گداز بھی ہو۔ مگر اس کے اندر یہ آگ نہ ہو۔ کہ جب تک

دنیا کے کونہ کونہ میں مَیں خدا تعالےٰ کا پیغام

نہ پہونچا لوں گا آرام کا سانس نہیں لوں گا اس کے مقابلہ میں وہ شخص جو بہت تھوڑی باتیں کرسکتا ہے۔ جو لمبی تقریریں نہیں کرسکتا۔ مگر اس کے دل میں ہر وقت یہ آگ سلگتی رہتی ہے کہ مَیں خدا تعالےٰ کا پیغام اس کی بھولی بھٹکی مخلوق تک پہونچاؤں۔ اور وہ رات اور دن کرب اور بے اطمینانی کے ساتھ گزارتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ جب تک میں اپنے بھائیوں کو خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے وصال کی طرف نہ لے آؤنگا۔ مجھے امن اور چین حاصل نہیں ہوگا یقیناً

خدا تعالےٰ کے حضور

زیادہ بلند مقام رکھیگا۔ اور یقیناً اس کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ خدا تعالےٰ کو دوسرے کی اعلیٰ درجہ کی تقریروں سے زیادہ پسند آئینگے کیونکہ انما الاعمال بالنیات۔ پہلے شخص کی تقریر کے پیچھے جو نیت تھی وہ ایسی اعلیٰ نہیں تھی۔ مگر اس کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے پیچھے جو نیت تھی وہ بہت اعلیٰ تھی۔ اسی طرح قربانی کے متعلق قرآن کریم نے یہ اصول بیان کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ خون اور گوشت کو نہیں دیکھتا بلکہ

قربانی کرنے والے کی نیت

کو دیکھتا ہے۔ ایک امیر آدمی آسانی کے ساتھ سو اونٹ یا سو دُنبے خدا تعالےٰ کی راہ میں ذبح کرسکتا ہے۔ لیکن ایک غریب آدمی جو سال بھر قربانی کے لئے پیسے جمع کرتا رہتا ہے اور جس کا ایک ایک دن اس حسرت میں گزرتا ہے۔ کہ کاش میرے پاس اتنی رقم جمع ہوجائے کہ میں ایک دفعہ عید کے موقعہ پر قربانی کرکے اس کا کچھ گوشت

خدا کی راہ میں تقسیم

کردوں۔ اور کچھ گوشت اپنے دوستوں کو تحفۃً پیش کروں وہ اگر سال بھر کی محنت اور تنگ ودو کے بعد ایک معمولی سی بکری یا چھوٹی سی دُنبی قربانی کرتا ہے۔ تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ خدا تعالےٰ اس کی معمولی سی بکری یا چھوٹی سی دُنبی کو رد کردے گا اور اس امیر کے موٹے تازے دنبوں کو قبول کرے گا۔ اگر خدا تعالےٰ انسانی عمل پر فیصلہ کرتا تو یقیناً اس امیر کے موٹے تازے دُنبے قبول کرلئے جاتے۔ اور اس غریب کی معمولی سی بکری یا چھوٹی سی دُنبی رد کردی جاتی مگر اللہ تعالےٰ کا فیصلہ انسانی اعمال پر نہیں ہوگا بلکہ وہ فرماتا ہے ینالہ التقویٰ منکم (الحج ع ۵) خدا تعالےٰ کے حضور قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا اگر اس کے پاس گوشت اور خون پہونچا کرتا۔ تو وہ اچھا گوشت پسند کرلیتا۔ اور تب وہ ان قربانیوں کو قبول کرلیتا جن میں بہت زیادہ خون بہایا گیا ہو۔ مگر وہ فرماتا ہے ہمارے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں پہونچتی ہمارے پاس تو ینالہ التقویٰ منکم قربانی کے پیچھے جو نیت ہوتی ہے وہ پہنچا کرتی ہے اگر ایک چھوٹی سی دُنبی ذبح کرنے والے کی نیت بہت اعلیٰ تھی۔ اور دو سو بڑے بڑے دنبے ذبح کرنے والے کی نیت ایسی اعلیٰ نہیں تھی۔ اور اگر اگلے جہان میں تمام قربانیوں نے متمثل ہونا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ تو

قیامت کے دن

جس نے دو سو دُنبے ذبح کئے ہونگے۔ اگر اس کے ساتھ اعلیٰ اخلاص نہ ہوگا۔ تو اس کے ساتھ دو سو دُنبے نہیں ہونگے۔ بلکہ ایک مریل سی دُنبی ہوگی۔ اور جس نے ایک چھوٹی سی دُنبی ذبح کی تھی۔ اگر اس نے اعلےٰ اخلاص اور محبت کے ساتھ یہ قربانی کی تھی۔ تو قیامت کے دن اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی دُنبی نہیں ہوگی۔ بلکہ ہزارہا موٹے تازے دنبے ہوں گے۔ کیونکہ اس جہان میں چیزیں بدل جاتی ہیں۔ اور وہ سب کی سب نیت کے تابع ہوجاتی ہیں۔ پس یاد رکھو

اعمال نیتوں کے تابع

ہیں نیتیں اعمال کی تابع نہیں ہیں۔ پس اپنی نیت کے مطابق ہر انسان خدا تعالےٰ کے راستہ میں جو قربانی کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہے۔ جیسے اس کی نیت ہوتی ہے۔ اور جبکہ نیت ہر انسان کے اختیار میں ہے۔ مگر عمل اس کے اختیار میں نہیں تو کتنے افسوس کی بات ہوگی۔ اگر کوئی شخص اپنی نیت کی درستی کی طرف بھی توجہ نہ کرے میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر ہماری جماعت کے تمام افراد اپنی نیتوں کی درستی کی طرف توجہ کریں۔ تو یہ نہیں کہ قربانی کم ہوجائے گی بلکہ قربانی کا درجہ بہت زیادہ بلند ہوجائے گا کیونکہ نیتوں کی درستی کے ساتھ انسان کے کاموں میں برکتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی قربانیاں

عظیم الشان نتائج

پیدا کردیا کرتی ہیں۔

ہم نے بھی تحریک جدید سے ایک عظیم الشان کام سر انجام دینے کی نیت کی ہے۔ اور ہمارا ارادہ اس روپیہ سے ایک بہت بڑے اور اہم کام کی داغ بیل ڈالنے کا ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ ہم سے کتنا کام ہوگا اور ہم اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوں گے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ہماری جماعت کے تمام افراد اپنی نیتوں کو درست کرلیں۔ اور نیتوں کو درست کرنے کے بعد

تحریک جدید کی قربانیوں میں حصہ

لیں۔ تو افراد کی نیتوں کی درستی ہماری جماعتی نیت میں بھی عظیم الشان برکت پیدا کرسکتی۔ اور ہماری حقیر کوششوں سے بہت بڑے نتائج پیدا کرسکتی ہے۔ جماعت کیا ہے؟ جماعت افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور جماعتی لحاظ سے ہم نے یہ نیت کی ہوئی ہے۔ کہ ہم تحریک جدید کے چندہ سے

تبلیغ اسلام کا ایک مرکزی فنڈ

قائم کریں گے۔ جس کے نتیجہ میں ایک دن ہماری تبلیغ خدا تعالےٰ کے فضل سے ساری دنیا تک پہونچ جائے گی۔ اور احمدیت تمام عالم پر چھا جائے گی۔ یہ نیت ہے جو تحریک جدید کے چندہ کے متعلق جماعتی رنگ میں ہم رکھتے ہیں اگر اس تحریک میں حصہ لینے والے دوست بھی اپنی اپنی نیتوں کو درست کرلیں۔ تو چونکہ جماعت افراد کے مجموعہ کا ہی نام ہوتا ہے۔ اس لئے افراد کی

نیت کی درستی

ہماری جماعتی نیت کو بھی درست کردے گی۔ اور اس میں ایسی برکت پیدا ہوجائے گی۔ کہ جلد سے جلد اس کے شیریں ثمرات پیدا ہونے شروع ہوجائیں گے۔

پس میں جماعت کے دوستوں کو پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنی نیتوں کو درست کرو۔ اپنے ارادوں کو نیک بناؤ۔ اور اپنی کمروں کو کس لو۔ کیونکہ اب تحریک جدید کا ایک لمبا دور گزر چکا ہے۔ اور بہت تھوڑا باقی ہے۔ جو جماعتیں اپنے چندوں کی لسٹیں بھجوا چکی ہیں ان کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی لسٹوں پر نظر ثانی کریں۔ اور جن دوستوں نے اپنی طاقت سے کم قربانی کی ہے۔ ان کے پاس ایک دفعہ پھر جائیں۔ اور ان کے سامنے ان کی آمد اور ان کی قربانی کا نقشہ پیش کرکے کوشش کریں۔ کہ وہ پھر اپنے وعدوں پر غور کریں۔ اور

اپنے چندوں میں اضافہ

کریں۔ اسی طرح ہماری جماعت کے سینکڑوں افراد ایسے ہیں۔ جو براہ راست چندہ بھجواتے ہیں۔ ان کو بھی میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جن افراد نے اپنی حیثیت کے مطابق قربانی نہیں کی۔ یا کچھ چندہ تو دے دیا ہے۔ مگر وہ کسی صورت میں ان کی قربانی نہیں کہلا سکتا۔ وہ بھی اپنے وعدوں پر نظر ثانی کریں۔ اور مطالبہ کے مطابق قربانی کریں۔ پھر جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک چندوں کی فہرستیں نہیں آئیں۔ یا وہ افراد جنہوں نے ابھی تک اپنے وعدے نہیں لکھائے۔ اور ایسے لوگ ہماری جماعت میں سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ ان کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ۳۱ جنوری آخری تاریخ ہے۔ اور چونکہ ۳۱ جنوری کی شام تک کا وعدہ ہم قبول کیا کرتے ہیں۔ اور کئی مقامات ایسے ہیں۔ جہاں سے شام کو ڈاک روانہ نہیں ہوتی۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جس خط پر

یکم فروری کی مُہر

ہوگی۔ اسے بھی ۳۱ جنوری تک کے وعدوں کے اندر شمار کیا جائے گا۔ پس اس قسم کی تمام جماعتیں جنہوں نے ابھی تک اپنی لسٹیں مکمل کرکے نہیں بھجوائیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ

جلد سے جلد اپنی فہرستیں مکمل کرکے مرکز میں بھجوا دیں

اسی طرح جن افراد نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ انہیں چاہیئے کہ بہت جلد اپنے وعدوں کی فہرستیں مکمل کرکے مرکز میں بھجوا دیں۔

تاکہ خدا تعالیٰ کے حضور وہ سابقون میں شامل ہوں۔ پیچھے رہنے والوں میں شامل نہ ہوں۔ یاد رکھو۔ جو لوگ

آخری تاریخ کا انتظار

کرتے رہتے ہیں۔ وہ بعض دفعہ اپنی غفلت کی وجہ سے آخری تاریخ کو بھی وعدہ نہیں کر سکتے اور ان کا وعدہ ہمارے پاس ایسے وقت میں پہنچتا ہے۔ جبکہ اسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہ مت خیال کرو۔ کہ ۳۱ جنوری آخری تاریخ ہے۔ اس تاریخ کو تم اپنا وعدہ لکھا دو گے۔ اس لئے کہ اگر تم نے ۳۱ جنوری کو اپنا وعدہ لکھایا۔ تو تم وعدہ کرنے والوں میں آخری آدمی ہوگے۔ اور یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہو سکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جنت میں جانے والا آخری شخص وہ ہوگا۔ جو دوزخ میں سے سب کے بعد نکلیگا۔ پس اگر تم بھی وعدہ کرنے والوں میں آخری آدمی بنتے ہو۔ تو یہ تمہارے لئے کوئی خوشی کا مقام نہیں ہو سکتا۔ تمہیں تو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ تم نیکی میں سب سے پہلے حصہ لینے والے بنو۔ اور اگر تم کسی وجہ سے پہلے حصہ لینے والوں میں نہیں آ سکے۔ تو کوشش کرو۔ کہ درمیانی درجہ تمہیں میسر آ جائے۔ اور اگر تم درمیان میں بھی شامل نہیں ہو سکے۔ تو اس کے بعد جسقدر جلد نیکی میں حصہ لے سکتے ہو۔ لے لو۔ اور کم سے کم تم یہ کوشش کرو۔ کہ تم۔

آخری آدمیوں میں سے مت بنو

پس میں اس خطبہ کے ذریعہ ایک دفعہ پھر جماعتوں اور افراد کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنے وعدوں کی فہرستیں مکمل کر کے مرکز میں بھجوا دیں۔ اور جو جماعتیں اپنی لسٹیں بھجوا چکی ہیں۔ اسی طرح جو افراد اپنے وعدے ایک دفعہ لکھا چکے ہیں۔ وہ تمام جماعتیں اور افراد اپنے اپنے وعدوں پر نظر ثانی کریں اور تحریک جدید کے ماتحت زیادہ سے زیادہ قربانیاں کریں۔ اس تحریک کے دس سالوں میں سے سات سال گذر چکے ہیں۔ اور اب

صرف تین سال باقی

رہ گئے ہیں۔ خدا ہی جانتا ہے کہ ہماری آئندہ نسلوں کو اس تحریک کے ماتحت کام کرنے کا کس حد تک موقع ملے گا۔ لیکن یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ہماری نیت اس روپیہ سے ایک ایسا فنڈ قائم کرنے کی ہے۔ جس سے قیامت تک اسلام اور احمدیت کی تبلیغ ہوتی رہے۔ اور قیامت تک مسلمان ہونے والوں اور احمدیت میں داخل ہونے والوں کا ثواب اس تحریک میں شامل ہونے والے دوستوں کو ملتا رہے۔ کیونکہ یہ روپیہ ایک مرکزی تبلیغی فنڈ پر خرچ ہوگا۔ اور اس فنڈ کے قیام میں جن لوگوں کا حصہ ہوگا یقیناً ان سب کو اللہ تعالیٰ

قیامت تک ثواب

عطا فرماتا رہیگا۔ یہ اتنے بڑے فخر کی بات ہے کہ اگر ہماری جماعت کے احباب اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ تو اپنی قربانیاں ان کو حقیر نظر آنے لگیں۔ تم اپنے ایک لڑکے پر خوش ہوتے ہو۔ اور اگر تمہارے دو لڑکے ہوں تو تم اور بھی زیادہ خوش ہوتے ہو۔ اگر تمہارے تین لڑکے ہو جائیں تو تم اور زیادہ خوش ہوتے ہو۔ اور اگر تمہارے پانچ یا دس لڑکے ہو جائیں تو تم خوشی سے اپنے جامہ میں پھولے نہیں سماتے۔ اور تم فخر سے اپنے دوستوں کے پاس اُن کا ذکر کرتے ہو۔ اور کہتے ہو کہ میرے پانچ یا دس لڑکے ہو گئے ہیں۔ اب میری نسل خوب چلے گی۔ حالانکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص کے دس لڑکے ہوئے۔ مگر وہ دس کے دس بے اولاد رہے۔ اور اسکی نسل کا خاتمہ ہو گیا۔ اسی طرح ہم نے دیکھا ہے کہ ایک شخص کے دس لڑکے ہوئے۔ اُن دس لڑکوں میں سے ہر ایک کے آگے پانچ پانچ سات سات۔ آٹھ آٹھ لڑکے ہوئے۔ پھر اُن لڑکوں کے لڑکے ہوئے۔ اور اسی طرح نسل چلتی چلی گئی۔ مگر سات آٹھ پشتوں کے بعد کوئی ایسی وبا پڑی یا ایسی تباہی آئی۔ کہ اس قوم کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ لیکن ہمنے ان لوگوں کے نام کو کبھی مٹتے نہیں دیکھا۔ جنہوں نے

خدا تعالیٰ کے نام پر قربانیاں

کی ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کی نسلیں آج تلاش کرنے کے باوجود نہیں مل سکتیں۔ ممکن ہے وہ بالکل مٹ گئی ہوں اور بالکل ممکن ہے کہ اُن فاتح بادشاہوں کی نسلیں آج چوڑھوں اور ساہنسیوں کی شکلوں میں موجود ہوں۔ لیکن ہم انہیں پہچان نہ سکتے ہوں۔ کہ یہ فلاں بادشاہ کی نسل میں سے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بندے جو اس کی راہ میں قربانیاں کرتے ہیں۔ ان کو ہم نے آج تک کبھی مٹتے نہیں دیکھا۔ بلکہ جب ان کی قربانیاں انتہاء کو پہنچ جاتی ہیں۔ تو بسا اوقات خدا تعالیٰ انکی جسمانی نسلوں کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے جو قربانیاں کیں۔ ان کا تعلق دین سے ہی ہے۔ ان قربانیوں کے بدلہ میں اگر خدا تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کو دنیا میں ہمیشہ قائم رکھتا اور آپ پر قیامت تک درود اور سلام بھیجا جاتا۔ تو یہی انعام کافی تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں صرف رُوحانی انعام ہی نہیں دیا۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ میں تیری نسل کو بھی بڑھاؤنگا۔ اور اُسے ہمیشہ سر سبز و شاداب رکھوں گا۔ یہ ایک مادی انعام ہے۔ جو رُوحانی انعام کے ساتھ آپ کو حاصل ہوُا۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ جو لوگ رُوحانی انعام سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ وہ مادی انعام سے ہی سبق حاصل کر لیں کیونکہ دنیا میں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے روحانی انعامات کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ اس کے مادی انعامات کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے رُوحانی عذاب سے فائدہ نہیں اٹھاتے البتہ کسی پر جسمانی عذاب نازل ہو تو اس سے انکو بڑی عبرت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ بعض دفعہ جسمانی عذاب کا نظارہ بھی دکھا دیتا ہے۔ جیسے فرعون اس وقت ایک روحانی عذاب میں بھی مبتلا ہے مگر کئی لوگ ہیں جو کہدیا کرتے ہیں کہ ہمیں اگلے جہان کا کیا پتہ۔ معلوم نہیں اسے عذاب ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے

جسمانی عذاب کا نظارہ

دکھانے کیلئے فرعون کی لاش کی حفاظت کی جو آجتک موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ جو فرعون کی لاش کی حفاظت کے متعلق تھا ایک دنیوی عذاب تھا جو فرعون کو ملا۔ چنانچہ آج ہر شخص جو موسیٰؑ کو ماننے والا ہے۔ ہر شخص جو عیسیٰؑ کو ماننے والا ہے۔ ہر شخص جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے والا ہے۔ جب بھی فرعون کی لاش کو دیکھتا ہے اس پر لعنت ڈالتا ہے۔ یہ کتنا بڑا عذاب ہے جو فرعون کو مل رہا ہے۔ پھر اس عذاب کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ فرعون ان بادشاہوں میں سے تھا جو اپنے منہ پر ہمیشہ نقاب اوڑھے رہتے تھے اور انہوں نے لوگوں میں یہ مشہور کر رکھا تھا کہ جو شخص بادشاہ کی شکل دیکھ لے وہ کوڑھی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اسکی ہتک کرتا ہے۔ اسی لئے وہ ہمیشہ اپنے منہ پر نقاب رکھتے تھے یہ بتانے کیلئے کہ ہم ایسے عالیشان انسان ہیں کہ ہماری شکل دیکھنا بھی ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ اور اگر کسی شخص کیلئے بادشاہ اپنا نقاب اٹھا دیتا تھا تو وہ بہت بڑا مقرب سمجھا جاتا تھا اور وہ اپنی قوم کا سردار سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج اسکی لاش عجائب گھر میں پڑی ہوئی ہے اور دو دو آنے کا ٹکٹ لیکر ہر چوڑھا اور بھنگی بھی اسے دیکھ سکتا ہے اور جس طرح بندر کا تماشا دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح

فرعون کی لاش

دیکھی جاتی ہے۔ پھر دیکھنے والا کن جذبات کے ماتحت اسے دیکھتا ہے۔ اچھے جذبات کے ماتحت نہیں

بلکہ ہر دیکھنے والا اس پر لعنت ڈالتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ خبیث تو تھا موسیٰ کو دکھ دینے والا!

تو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی روحانی عذابوں کے ساتھ جسمانی عذاب کا سلسلہ بھی جاری کر دیا کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی روحانی انعاموں کے علاوہ جسمانی انعام بھی قربانی کرنے والوں پر نازل کر دیتا ہے۔ پس بالکل ممکن ہے۔ کہ جو لوگ تحریک جدید میں حصہ لے رہے ہیں۔ ان میں سے

اعلیٰ درجہ کی قربانی کرنے والے

لوگوں کو اللہ تعالیٰ صرف اپنے روحانی انعامات ہی نہ دے بلکہ اپنے جسمانی انعامات سے بھی انہیں حصہ عطا فرمائے۔ کیونکہ جس طرح ہم نے قربانی کے مختلف درجے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے حضور قربانیوں کے مختلف مدارج ہیں۔ پس بالکل ممکن ہے۔ کہ جو لوگ اعلیٰ درجہ کی نیت کے ساتھ قربانی کرنے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے متعلق یہ فیصلہ فرما دے کہ انکے جسمانی نام کو بھی قائم رکھا جائیگا اور انکے روحانی نام کو بھی قائم رکھا جائیگا مگر اسکا تعلق روپیہ سے نہیں۔ بلکہ نیت کے ساتھ ہے اگر ایک شخص تحریک جدید میں سو روپیہ چندہ دیتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ ایک ہزار روپیہ دینے کی توفیق رکھتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کے سو روپیہ چندہ کو کبھی اعلیٰ قربانی قرار نہیں دیگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دس ہزار روپیہ دینے کی توفیق رکھتا ہے۔ اگر وہ صرف ایک ہزار روپیہ چندہ دیتا ہے تو اس کا ایک ہزار روپیہ دینا خدا تعالیٰ کے نزدیک ہرگز اعلیٰ قربانی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کی نیت کو دیکھتا اور اس کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہے

پس

اپنی نیتوں کو درست کرو

اور ان نیتوں کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ اس دس سالہ جہاد کا اختتام تمہیں اس دس سالہ جہاد کے آغاز سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث کرے اور تاکہ تمہارے بیعت میں داخل ہونے والے دن سے تمہاری موت کا دن تمہارے لئے زیادہ شاندار ہو۔ بالعموم انسان جب کسی صداقت کو قبول کرتا ہے تو ابتداء میں اس کے اندر بڑا ولولہ اور جوش ہوتا ہے۔ مگر آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن مومن وہ ہے۔ جس کی

موت کا دن اس کی بیعت کے دن سے زیادہ بابرکت

ہو۔ بیعت کیا ہے؟ بیعت ایک انسان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کا نام ہے۔ مگر تم جانتے ہو۔ زندگی کی بیعت تو کسی بندے کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر کی جاتی ہے مگر موت کی بیعت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر کی جاتی ہے۔ زندگی میں چونکہ انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وہ کوئی جسمانی وجود نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے نمائندوں کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے۔ جو جسمانی زندگی کی بیعت کہلاتی ہے۔ مگر ایک بیعت وہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کی جاتی ہے۔ اور وہ بیعت وہی ہے۔ جو موت کے وقت مومن اپنے خدا کے ہاتھ پر کرتا ہے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے؟ کہ

خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت

اس بیعت سے بہت زیادہ شاندار ہونی چاہیئے۔ جو اس کے کسی نمائندہ کے ہاتھ پر کی جائے۔ پس کامل مومن وہی ہے۔ جس کی زندگی کی بیعت کے دن سے اس کی موت کا دن زیادہ شاندار ہو۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مومن اپنی نیت اور اپنے اعمال کو بڑھاتا چلا جائے۔ بڑھاتا چلا جائے اور بڑھاتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ وہ وفات پا کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو جائے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعتیں جلد سے جلد اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں گی۔ اور اسی میعاد کے اندر جو تجویز کی گئی ہے۔ اپنی قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں گی۔ یعنی ہندوستان کی جماعتیں اپنے وقت مقررہ کے اندر اس تحریک میں اپنی طاقت کے مطابق حصہ لیں۔ اور بیرونی ممالک کی جماعتیں اس تاریخ کے اندر اندر حصہ لیں جو ان کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اور اس طرح سب جماعتیں اور افراد مل کر

اسلام اور احمدیت کی اشاعت کیلئے

اس مستقل بنیاد کو مضبوط کرنے میں مدد دیں۔

جو تحریک جدید کے ذریعہ قائم کی جا رہی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز کوششوں کو بارآور کرے۔ اور دنیا میں اسلام کا درخت ایسی مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے۔ کہ اس کو کوئی دشمن اکھاڑ نہ سکے۔ اور اس کے سایہ سے کوئی شخص بھاگ نہ سکے۔ اس کیلئے ہی ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کرنی چاہئیں۔ کہ وہ اپنے فضل سے ایک درخت قائم کرے۔ اور اس کی جڑیں ایسی مضبوط کرے کہ نہ اسے کوئی شخص اکھاڑ سکے اور نہ اس کے سایہ سے کوئی شخص باہر جا سکے۔

عہدیداران اور افرادِ جماعت احمدیہ سال ہشتم کے وعدے لینے کی طرف فوری توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حقائق و معارف سے بھرا ہوا خطبہ آپ کے پیش ہو رہا ہے۔ آپ اس خطبہ کو پڑھ کر سب سے پہلے فوری طور پر یہ کام کریں۔ کہ اپنا سات سالہ حساب اپنے سامنے رکھ کر تقوےٰ کے ساتھ دیکھیں۔ کہ آیا آپ کی قربانی اللہ تعالیٰ کے حضور بھی قربانی کہلا سکتی ہے۔ یا نہیں۔ اگر آپ کا ایمان اور آپ کا اخلاص یہ کہے کہ اے بندے تیری قربانی تیری ماہوار آمدنی کے مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں رکھتی بلکہ برائے نام ہے۔ تو اگر آپ اپنا وعدہ حضور کے پیش بھی کر چکے ہیں۔ یا اپنے آٹھویں سال کے وعدے کی رقم بھی ادا کر چکے ہیں۔ تو آپ حضور کی خدمت میں ایک چٹھی کے ذریعہ اپنے وعدہ میں اتنا اضافہ کریں۔ کہ جس سے آپ کی ایک ماہ کی آمد کے برابر آپ کا وعدہ سال ہشتم ہو جائے۔ کیونکہ جیسا کہ اصل تحریک کے اعلان میں حضور فرما چکے ہیں۔ کم سے کم ہر ایک مجاہد کو اپنا وعدہ اپنی ہر قسم کی ایک ماہ کی آمدنی کے برابر کرنا چاہیئے۔ تا اللہ تعالیٰ کے حضور وہ قربانی قرار پا جائے۔ اور اس کے فضلوں کی وارث کر دے۔

(۲) یہ خطبہ ہر جماعت کے سکرٹری مال کو خواہ اس کا وعدہ آ گیا ہے یا آنے والا ہے۔ اس لئے ارسال ہے۔ کہ ۱۶ جنوری کے جمعہ میں احباب کو سنا دیں۔ اور خطیب صاحبان سے تاکید کر دیں۔ کہ خطبہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اصل الفاظ میں سنایا جائے۔ خلاصہ نہ سنایا جائے۔ اور کوشش کی جائے۔ کہ ہر احمدی کے ذہن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطبہ کی غرض و غایت آ جائے۔ تا وہ انشراح صدر سے خود بخود اپنی رغبت اور اپنی دلی خواہش سے وعدہ نمایاں اضافہ کے ساتھ پیش کرے۔ اور کارکنوں کو فہرست مکمل کرنے میں دیر نہ ہو۔

(۳) یہ خطبہ ہر اس فرد کو جس کا چندہ براہ راست نہیں ہے۔ خواہ اس کا وعدہ حضور کے پیش بھی ہو چکا ہے۔ اس لئے ارسال کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ اپنا حساب سامنے رکھ کر دیکھ لے کہ اگر کمی ہو۔ تو اس کا ازالہ آٹھویں سال میں کر لے۔ اور کوشش کرے کہ اسکا آٹھویں سال کا وعدہ اور اسکی ادائیگی کم سے کم اس کی ہر قسم کی ایک ماہ کی آمد کے برابر ہو۔

(۴) وہ احباب جن کے ذمہ سال ہفتم کا چندہ واجب ہے۔ اور وہ ادا کرنے کی نیت اور ارادہ کئے ہوئے ہیں۔ مگر مشکلات نے انہیں مجبور کر رکھا ہے۔ چونکہ ان کا وعدہ خدا کے نمائندہ کے ہاتھ پر ہے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنا آپ بیچ دیا ہے۔ اس لئے وہ ضرور ادا کریں گے۔ ایسے احباب بھی سال ہشتم میں وعدہ کر سکتے ہیں۔ خواہ ان کا ساتواں سال باقی ہو۔ یا اس سے بھی پہلے کے ایک دو سال باقی ہوں۔ ایسے احباب کو کسی کشمکش و پیچ میں نہیں رہنا چاہیئے۔

(۵) ہر شخص جس کو اخبار "الفضل" میں یا "دفتر تحریک جدید" سے حضور کا خطبہ ملے۔ اُسے فوراً خطبہ پڑھنے یا سننے کے بعد اپنے وعدوں پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ اور ہر مجاہد جو وعدہ بھیج چکا ہو۔ یا بھیجنے والا ہو۔ فوری توجہ کرے۔ کیونکہ وقت بہت ہی کم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس اعلیٰ درجہ کی نیکی سے محروم رہ جائے۔

خطبہ نمبر کے خریداران جنکی خدمت میں وی۔پی ہونگے

ذیل میں "الفضل" کے خطبہ نمبر کے ان خریداران کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں جن کا چندہ ۲۰ فروری ۴۲ سے قبل کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان تمام احباب کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنا اپنا چندہ جلد سے جلد بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماویں۔ جن احباب کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوگا۔ ان کی خدمت میں فروری کے پہلے ہفتہ میں شائع ہونے والا خطبہ نمبر وی۔ پی ارسال ہوگا۔ بہتر یہی ہے۔ کہ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائی جائے۔ تا وی۔ پی کا زائد خرچ نہ پڑے۔

اُمید ہے۔ احباب اپنا نام دیکھتے ہی۔ سال کا چندہ مبلغ اڑھائی روپیہ ارسال کر دیں گے۔

خاکسار منیجر الفضل

- ۹۔ عمر الدین صاحب
- ۸۰۔ بسری کرشن صاحب
- ۲۸۰۔ چوہدری رحمت خانصاحب
- ۴۸۸۔ اللہ دتہ امیر الدین صاحب
- ۶۴۲۔ چوہدری ولی داد صاحب
- ۶۷۰۔ سید محمود احمد شاہ صاحب
- ۶۷۱۔ سید امیر احمد صاحب
- ۷۴۸۔ مرزا محمد صدیق بیگ صاحب
- ۷۵۶۔ محترمہ رشید محمد حسین صاحب
- ۸۷۴۔ چوہدری احمد دین صاحب
- ۸۹۲۔ محمد حیات خانصاحب
- ۸۹۴۔ سبحان علی صاحب
- ۸۹۹۔ چوہدری عنایت اللہ صاحب
- ۹۰۴۔ محمد شفیع صاحب
- ۹۲۰۔ منشی فیض الرحمٰن صاحب
- ۹۲۱۔ حکیم عبد الرحمٰن صاحب
- ۹۴۵۔ چوہدری عبد الصمد خانصاحب
- ۱۰۲۸۔ میاں نظام الدین صاحب
- ۱۰۶۶۔ بابو غلام جیلانی صاحب
- ۱۰۷۰۔ رانا گیانی محمد الدین صاحب
- ۱۰۷۵۔ ایستری محمد الدین صاحب
- ۱۰۷۶۔ مولوی غلام حیدر صاحب
- ۱۰۷۷۔ روشن الدین صاحب
- ۱۰۷۸۔ عبد القادر صاحب
- ۱۰۸۷۔ ماسٹر امیر عالم صاحب
- ۱۱۲۵۔ حکیم فتح محمد صاحب
- ۱۱۵۶۔ رحمت اللہ صاحب
- ۱۱۵۷۔ ایس۔ ڈی احمد صاحب
- ۱۱۶۳۔ شیخ یار محمد صاحب
- ۱۱۶۴۔ عبد الرحیم خان صاحب
- ۱۱۷۳۔ چوہدری سید احمد صاحب
- ۱۱۷۷۔ فیروز الدین صاحب
- ۱۱۸۱۔ چوہدری محمد نذیر صاحب
- ۱۱۸۴۔ کرم الٰہی صاحب
- ۱۱۸۹۔ نذیر احمد صاحب
- ۱۱۹۲۔ بابو محمد جمیل خانصاحب
- ۱۲۰۷۔ عبد الرحمٰن خان صاحب
- ۱۲۱۱۔ منشی طفیل محمد صاحب
- ۱۲۱۴۔ مسز اے۔ کیو۔ ایم۔ ڈین صاحبہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ٹیمویا۔ ۱۱ر جنوری۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ جاپانیوں نے ڈچ ایسٹ انڈیز پر حملہ کر دیا ہے۔ جاپانی فوجیں بورنیو کے شمال مشرق میں تاراکان کے جزیرہ پر اترنے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی جاپانی فوجیں شمالی سلیبس میں مناسا کے مقام پر بھی پیراشوٹوں سے اتریں۔ ہماری فوجیں دونوں جگہ شدید مقابلہ کر رہی ہیں۔ اور کام کی ہر چیز کو برباد کرتی جا رہی ہیں۔ بعض اور صوبوں میں بھی دشمن نے کچھ سرگرمی دکھائی۔ خیال ہے کہ ڈچ ایسٹ انڈیز پر حملہ کے لئے جاپانی فوجیں جنوبی فلپائن سے آئی ہیں۔

سنگاپور۔ ۱۲ر جنوری۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ملایا میں سلنگور کے محاذ پر ہماری فوجوں کی حالت اچھی نہیں۔ تین دن ہوئے یہاں جاپانیوں نے ٹینکوں کی مدد سے اچانک حملہ کر دیا تھا۔ اب انہوں نے یہاں تیزی سے بڑھنا شروع کر دیا ہے۔ ہمارے سپاہی بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ مگر وہ بہت تھکے ہوئے ہیں۔ کئی روز سے وہ نیند بھی پوری نہیں کر سکے۔ کوالالمپور کے شمال میں جاپانیوں نے سخت ہوائی حملہ کیا۔ جس سے ہماری فوجوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مغربی کنارے پر دشمن نے جو فوجیں اتاری تھیں۔ انہیں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔ تاہم ہمیں بہت سی فوج وہاں بھیجنی پڑی۔ ہماری فوجیں دریائے سیلم کے کنارے سے پیچھے ہٹ کر نئی صفیں باندھ رہی ہیں۔ فلپائن یا ڈچ ایسٹ انڈیز سے اور کوئی تازہ خبر نہیں آئی۔ فلپائن میں منیلا کے شمال مشرق میں جاپانیوں نے جنرل میکارتھر کی فوج کے دائیں بازو پر زوردار حملہ کیا۔ مگر انہیں کافی نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔

لنڈن ۱۱ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ روس اور فن لینڈ میں صلح کے لئے کوششیں شروع ہو گئی ہیں۔ امریکن گورنمنٹ کا بیان ہے کہ چند ماہ ہوئے ان دونوں میں صلح کی کوشش کی گئی تھی۔ مگر اب چونکہ روسیوں کو فتح ہو رہی ہے۔ اس لئے صلح کے امکانات کم ہیں۔ اس وقت سویڈن مصالحت کی کوشش کر رہا ہے۔

لنڈن ۱۱ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ جرمن سسلی اور جنوبی اٹلی کے ہوائی اڈوں میں ہوائی جہاز اکٹھے کر رہے ہیں۔ روس سے بھی بمبار اور لڑنے والے جہاز یہاں لائے گئے ہیں۔ خیال ہے کہ مالٹا پر بعینہ ویسا حملہ ہونے والا ہے۔ جیسا کریٹ پر کیا گیا تھا۔

قاہرہ۔ ۱۱ر جنوری۔ جدابیا سے پسپا ہوتی ہوئی دشمن کی فوج کا ہماری فوجیں تعاقب کر رہی ہیں۔ اب تک مصر میں ۲۶ ہزار اطالوی و جرمن قیدی لائے جا چکے ہیں۔ جرمنوں کی تعداد سات ہزار ہے۔ جن میں دو سو افسر ہیں۔ لیبیا میں جرمنوں کے گولہ بارود کا بہت بڑا ذخیرہ بھی ہمارے ہاتھ آیا ہے۔ دشمن کو بھاگتے وقت اسے تباہ کرنے کا بھی موقعہ نہ مل سکا۔

سنگاپور ۱۱ر جنوری۔ ملایا کے مختلف محاذوں پر ہمارے ہوائی جہاز دشمن پر سخت حملے کر رہے ہیں۔ خلیج سیام میں دو جاپانی جہاز ڈبو دئے گئے۔ اور اٹھارہ ہوائی جہاز ٹھکانے لگائے گئے۔

لنڈن ۱۱ر جنوری۔ محکمہ بحر نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہماری آبدوزوں نے بحیرہ آیونین میں دشمن کا ایک بہت بڑا فوج بردار جہاز غرق کر دیا۔ ناروے کے قریب ایک جرمن ٹینکر کو آگ لگا دی گئی۔ اور ایک سپلائی جہاز ڈبو دیا گیا۔

ماسکو ۱۱ر جنوری۔ روس کے فوجی اخبار "ریڈ سٹار" نے لکھا ہے۔ کہ سائبیریا کی روسی فوجیں جنگ کی زبردست مشق کر رہی ہیں۔ اور اعلیٰ پیمانہ پر فوجی تیاریاں کر رہی ہیں۔ اس کے کمانڈر جانتے ہیں۔ کہ ان کو بہت جلد فسطی اسٹوں پر زبردست ضرب لگانی پڑے گی۔ گویا یہ تیاریاں جاپان کے خلاف ہیں۔

ماسکو ۱۱ر جنوری۔ جرمن فوجوں نے اب سٹریٹا کو خالی کر دیا ہے۔ اور اب وہ مغرب کی طرف پسپا ہو رہی ہیں اور بہت سا سامان جنگ پیچھے چھوڑتی جاتی ہیں۔ اب جرمن فوجوں کے آگے دریائے وولگا اور پیچھے روسی فوجیں ہیں۔ سمالنسک کے علاقہ میں ڈیڑھ لاکھ جرمن فوج نرغے میں آ چکی ہے۔ گذشتہ دو ماہ میں روس میں پندرہ لاکھ جرمن سپاہی ہلاک و مجروح یا قید کئے جا چکے ہیں۔ اور ان کے تین ہزار ٹینک برباد ہو چکے ہیں۔

راولپنڈی ۱۱ر جنوری معلوم ہوا ہے کہ مری کی پہاڑیوں میں چھ چھ فٹ برف پڑ رہی ہے۔ گذشتہ بیس برس میں اتنی برف کبھی نہیں پڑی۔ موسلا دھار بارشیں ہو رہی ہیں۔ جس سے ٹریفک بھی مشکل ہو گیا ہے۔ راولپنڈی میں ٹمپریچر صفر سے بھی نیچے گر گیا ہے۔

رنگون ۱۱ر جنوری۔ آج جاپانی طیاروں نے مولمین کے علاقہ پر حملہ کیا۔ اور کچھ بم گرائے۔ مگر صرف ایک آدمی ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ رنگون میں بھی ۵۴ منٹ تک خطرہ کا الارم رہا۔

بمبئی ۱۱ر جنوری۔ مقامی کٹ پیس کے بازاروں میں قیمتیں روزانہ گرتی جا رہی ہیں۔

سڈنی ۱۱ر جنوری۔ آسٹریلیا کے وزیر بحر نے ایک بیان میں کہا کہ آسٹریلیا کے بچاؤ کے لئے برطانیہ اور کینیڈا سے کمک آ رہی ہے۔ ہم ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

لنڈن ۱۱ر جنوری۔ ترکی کا برطانی سفیر روس سے واپس انقرہ آ گیا ہے۔ اس نے کل ترکی کے وزیر خارجہ سے ملاقات کی مسٹر سراج اوغلو مسٹر ایڈن کے اس بیان سے بہت متاثر ہوئے۔ کہ ترکی کو روس سے کوئی خطرہ نہیں۔

چنکنگ ۱۱ر جنوری۔ عنقریب ایک چینی مشن واشنگٹن جا رہا ہے جہاں وہ اتحادیوں کی جنگی کانفرنس میں شریک ہوگا۔

سنگاپور ۱۲ر جنوری۔ آج جاپانی ہوائی جہازوں نے سنگاپور پر پھر حملہ کیا۔ مگر کوئی زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ سیلنگور میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے بڑی سڑک پر دشمن کے بڑھنے سے ہماری فوجوں کے لئے جو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اسے ہمارے افسر چھپاتے نہیں ہیں۔ تین دن ہوئے بارہ بارہ ٹن وزنی تیس ٹینکوں سے جن میں چار چار آدمی تھے۔ یہاں حملہ کیا گیا تھا کوالالمپور کے شمال میں لڑائی کی حالت الجھی ہوئی ہے۔

لنڈن ۱۲ر جنوری۔ اخبار ڈیلی میل نے لکھا ہے۔ کہ مشرق بعید سے بری خبریں آ رہی ہیں۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ سنگاپور پر ہمارا ہی قبضہ رہے گا۔ جنرل ویول کو ہر ضروری کمک بھیجی جانی چاہیئے۔ ٹائمز نے لکھا ہے کہ ملایا میں ہمیں جو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہماری جنگی پالیسی غلط ہے۔

ماسکو ۱۲ر جنوری۔ سوویٹ اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ روسی فوجیں کل رات کئی علاقوں میں دشمن پر حملے کرتی رہیں اور اب وہ اوریل کے نیچے پہنچی ہیں۔ لینن گراڈ کے محاذ پر وہ نووگراڈ کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ جو سو میل شمال کی طرف سڑکوں کا اہم جنکشن ہے۔ کریمیا میں سمفروپول جانے والی سڑک کے لئے گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔

لنڈن ۱۲ر جنوری۔ لیبیا میں برطانی فوج کی امداد کے لئے آزاد فرانسیسی فوجیں شام سے جا رہی ہیں جو جدید ترین آلات سے مسلح ہیں۔ لیبیا سے لڑائی کی کوئی تازہ خبر نہیں آئی۔ جرمن فوجیں العقیلا کی طرف ہٹ رہی ہیں۔

لنڈن ۱۲ر جنوری۔ فضائی محکمہ کے اعلان میں بتایا گیا ہے کہ رائل ایر فورس نے بریسٹ پر شدید بم باری کی۔ سب جہاز سلامتی سے واپس آ گئے۔

انبالہ ۱۲ر جنوری۔ گورنر پنجاب آج یہاں پہنچ گئے۔

سنگاپور ۱۱ جنوری۔ کوالالمپور کے جاپانی حملہ کے پیش نظر وہاں کے سب سے پرانے انگریزی اخبار نے بدھوار کو اپنا آخری پرچہ نکال کر دفتر بند اور چھاپہ خانہ کو برباد کر دیا ہے۔ رانگ کی فیکٹریاں اور ربڑ کے بڑے بڑے ذخیرے برباد کئے جا رہے ہیں۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی۔